دل کی بات　　　　مدیر

# عالمی استعمار، امن وامان اور انتخابات

۱۱رستمبر۲۰۰۱ءکو ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملوں سے شروع ہونے والی صلیبی جنگ اپنے منطقی انجام کو پہنچ رہی ہے۔ عالمی استعمار نے بہ ظاہر اسے دہشت گردی کے خلاف جنگ قرار دیا لیکن درحقیقت یہ عالمی طاغوت یہود و نصاریٰ کی اُمّتِ مسلمہ کے خلاف صرف اور صرف اعتقادی بنیادوں پر بین الاقوامی سازش اور مضبوط منصوبہ بندی تھی۔

سابق ڈکٹیٹر جنرل پرویز مشرف نے ایک ٹیلی فون کال پر جس طرح ''ظلِ شیطان'' کے سامنے گھٹنے ٹیکے وہ شکست و ذلت اور بزدلی کی تاریخ میں بدترین سانحہ تھا۔ نائن الیون سے شروع ہونے والی سازش طالبان حکومت کے خاتمے، افغانستان پر ناجائز قبضے، پاکستان میں ہزاروں ریمنڈ ڈیوس کی کھلی بدمعاشی اور غنڈہ گردی، وزیرستان اور فاٹا میں حملوں، بلیک واٹر کے اجرتی قاتلوں کی آزادانہ کارروائیوں اور ڈرون حملوں کے ذریعے بے گناہ پاکستانی وافغانی مسلمانوں کے قتلِ عام سے ہوتی ہوئی کوئٹہ میں ہزارہ قبیلے پر حملے تک آپہنچی ہے۔

عصرِ حاضر کا طاغوت، عراق، لبنان اور شام میں سُنّی شیعہ تصادم کے ذریعے سنیوں کے قتلِ عام کے بعد اس فرقہ وارانہ جنگ کو اب پاکستان میں ایکسپورٹ کر رہا ہے۔ سانحۂ کوئٹہ کو صرف مسلکی تناظر میں ہی دیکھنے کے بجائے دیگر حقائق کو بھی پیشِ نظر رکھا جائے۔ گوادر پورٹ کو چین کے حوالے کرنے اور پاک ایران گیس پائپ لائن جیسے اہم معاہدوں پر امریکی ناراضی اور ردِّ عمل کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ بے شک ہزارہ قبیلے پر ظلم ہوا، لیکن اس کا ذمہ دار اہلِ سنّت کو قرار دینا نِری جہالت اور ناانصافی ہے۔ اگر اسی انداز میں سوچنا ہے تو کراچی، کوئٹہ، فاٹا اور ملک بھر میں جاری اہلِ سُنّت کے قتلِ عام کا کھُرا ہزارہ قبیلے میں جانکلتا ہے۔

چیف جسٹس آف پاکستان نے بلوچستان میں امن وامان کے مسئلے پر حکومتی رپورٹ کو مسترد کرتے ہوئے سول انتظامیہ کی نااہلی کو سانحۂ کوئٹہ کا ذمہ قرار دیا ہے۔ چیف جسٹس سے جب یہ کہا گیا کہ شیعہ قتل ہو رہے ہیں تو انہوں نے بجا طور پر کہا کہ یہی شکایت اہلِ سُنّت کو ہے۔

سوال یہ ہے کہ کراچی اور پشاور میں بھی سُنّی شیعہ فساد ہے؟ اس وقت سندھ، بلوچستان، اور خیبر پختونخوا تین صوبے دہشت گردی کی لپیٹ میں ہیں۔ یہ پاکستان کے خلاف بین الاقوامی سازش ہے۔

۲۲رفروری کو اسلام آباد میں ''بین المذاہب ہم آہنگی کانفرنس'' سے خطاب کرتے ہوئے صدر زرداری نے

بارہ سال بعد انکشاف کیا ہے کہ:

''دنیا دہشت گردی کے خلاف جنگ ہار رہی ہے۔''

افسوس کہ اس اعتراف کے باوجود حکمران اس ناکام اور ہاری ہوئی جنگ کا حصہ بنے ہوئے ہیں۔ امریکہ اپنے زخم چاٹ رہا ہے، بستر لپیٹ رہا ہے اور تابوت اٹھا رہا ہے۔ ۲۰۱۴ء تک افغانستان سے فوجیں نکالنا چاہتا ہے لیکن نیٹو فورسز کو مروانا چاہتا ہے۔ (تَحْسَبُهُمْ جَمِيعاً وَّ قُلُوبُهُمْ شَتّٰى: تم انہیں اکٹھا سمجھتے ہو اور ان کے دل ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں۔ القرآن) ان کے اختلافات ریکارڈ پر آ گئے ہیں۔ امریکہ اس ہاری ہوئی جنگ کا ملبہ پاکستان پر ڈالنا چاہتا ہے۔ یہ ہمارے حکمرانوں اور سیاست دانوں کی صلاحیتوں کا امتحان ہے کہ وہ اس ملبے سے پاکستان کو بچالیں۔

۲۳رفروری کے نوائے وقت میں شائع ہونے والی امریکی تھنک ٹینک کی یہ رپورٹ نہایت اہم ہے کہ

''سی آئی اے کی تین ہزار افراد پر مشتمل خفیہ فورس فاٹا میں سرگرم عمل ہے۔ جن میں پشتو بولنے والے بھی شامل ہیں۔ یہ شدت پسندوں کو ہلاک یا گرفتار کرنے کے لیے امریکی ایجنسی کی مدد کرتی ہے۔ پاک فوج حملوں کے لیے فضائی راستہ فراہم کرتی ہے اور کریش ہونے والے ڈرون کا ملبہ بھی جمع کرتی ہے۔''

ہمیں اب تو اس جنگ سے اپنے ملک کو الگ کر لینا چاہیے۔ شکست خوردہ امریکہ ہاری ہوئی جنگ کا ملبہ پاکستان میں گرا کر پاکستانیوں سے ہی اٹھوانا چاہتا ہے۔ قومی غیرت کا تقاضا یہی ہے کہ اِس ''اٹھائی گیری'' سے ہمیں اب انکار کر دینا چاہیے۔ جناب چیف جسٹس نے یہ بھی پوچھا ہے کہ: ''ڈرون حملے کس کی اجازت سے ہو رہے ہیں؟ اس کا کوئی معاہدہ ہے؟''

اسمبلیاں تحلیل ہونے والی ہیں۔ حکومت، حزبِ اختلاف، بڑی سیاسی جماعتیں، الیکشن کمیشن، عدلیہ اور فوج سمیت تمام قومی و ریاستی ادارے انتخابات کے انعقاد پر متفق ہیں۔ درمیان میں ''بے گانی شادی میں قادری دیوانہ'' تماشا دکھانے آئے تھے مگر آج کل میں وہ بھی طبی معائنے کے لیے کینیڈا جا رہے ہیں۔ سیاسی جوڑ توڑ شروع ہے۔ پارلیمانی چھوٹے بڑے لوٹے، لوٹن کبوتر اِدھر اُدھر آ جا رہے ہیں۔ انتخابی اتحاد، سیٹ ایڈجسٹمنٹ کے معاملات طے ہو رہے ہیں۔

ایم کیو ایم پانچ سال اقتدار کے مزے لوٹ کر آخر حکومت سے الگ ہو گئی ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن نے نواز شریف سے انتخابی اتحاد کے معاملات طے کر لیے ہیں۔ اس سے مرحومہ مجلس عمل کی بحالی اور نومولود متحدہ دینی محاذ کی نشوونما کے امکانات بھی معدوم ہو گئے ہیں۔ دینی قوتوں کے لیے پھر کڑا امتحان ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنا وزن کسی ایک پلڑے میں جمع کر کے انتخابی معرکہ سر کیا جائے اور چھوٹے چھوٹے خانوں میں تقسیم ہو کر ہمہ گیر تباہی سے دوچار ہونے سے بچا جائے۔

عالمی استعمار اور عصرِ حاضر کے طاغوت کو جمہوری فورم پر بھی مذہبی قوتوں کا سرگرم رہنا برداشت نہیں، لہٰذا مستقل منصوبہ بندی کے ساتھ پھونک پھونک کر قدم اٹھانا ہوگا۔ آہستہ خرام بلکہ مخرام۔